15- پیوستہ رہ شجر سے، اُمیدِ بہار رکھ

علامہ محمد اقبالؒ (۱۸۷۷ء ـــــــ ۱۹۳۸ء)

مقاصدِ تدریس

۱۔	اتحاد اور یک جہتی کی اہمیت اُجاگر کرنا۔
۲۔	طلبہ کو فرد اور قوم کے باہمی تعلق اور فکری ارتباط سے متعارف کرانا۔
۳۔	قومی یک جہتی کی ترویج کے ضمن میں علامہ اقبالؒ کی خدمات سے روشناس کرانا۔

شاعر کا تعارف

پیدائش اور تعلیمی سفر: ہمارے قومی شاعر علامہ محمد اقبالؒ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ محترم کا نام شیخ نور محمد تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ اس کے بعد مشن سکول میں داخل ہو گئے اور یہیں سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ سیالکوٹ سے ایف اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے فلسفے میں ایم اے کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ گئے اور وہاں سے بارایٹ لا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ وطن واپس آ کر وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔

علامہ اقبال کی شاعری: آپ کے دل میں اپنی قوم کا گہرا درد موجود تھا۔ اس لیے ۱۹۳۰ء میں خطبہ الٰہ آباد میں مسلمانوں کے لیے ایک الگ ملک کا نظریہ پیش کیا۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کی۔ آپ نے شاعری کا آغاز تو غزل گوئی سے کیا لیکن بعد میں پوری توجہ نظم نگاری کی طرف مبذول کر دی۔ آپ نے شاعری کے ذریعے ہی آزادی کی شمع روشن کی اور یہ پیغام شاعری کے ذریعے ہی مسلمانوں تک پہنچایا۔

تصانیف: ''بانگِ درا''، ''بالِ جبریل'' اور ''ضربِ کلیم'' آپ کی اردو شاعری کی کتابیں ہیں۔ ''ارمغانِ حجاز'' میں بھی کچھ اردو نظمیں شامل ہیں جبکہ اس کا غالب حصہ فارسی میں ہے۔ فارسی کے دیگر شعری مجموعوں میں ''پیامِ مشرق''، ''جاوید نامہ''، ''زبورِ عجم''، ''رموزِ بےخودی'' اور ''اسرارِ خودی'' شامل ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے ۱۹۳۸ء میں وفات پائی اور لاہور میں شاہی مسجد کے قریب دفن ہوئے۔

مرکزی خیال

علامہ اقبال اس نظم میں یہ درس دے رہے ہیں کہ اتحاد و اتفاق میں برکت اور فائدہ ہے۔ اپنی جماعت یا قوم سے وفاداری اور تعلق رکھنے والے لوگ کامیاب رہتے ہیں۔ اسے چھوڑنے والے اس طرح نقصان میں رہتے ہیں جس طرح درخت سے ٹوٹ کر گرنے والی شاخ کی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اس پر کبھی بہار و شادابی نہیں آتی۔

نظم کا خلاصہ

خزاں کے موسم میں درخت سے ٹوٹ کر علیحدہ ہونے والی ٹہنی موسمِ بہار میں بھی سرسبز نہیں ہوتی۔ زوال اس کا ہمیشہ کے لیے مقدر بن جاتا ہے۔ چاہے جتنی بارش ہی کیوں نہ ہو، اس پر پھل اور پتے نہیں اُگتے۔ ٹہنی سے علیحدہ ہونے والا پھول بھی چمک دمک اور خوب صورتی

سے محروم ہو جاتا ہے۔اس کا کیسہ زر گل سے خالی ہوتا ہے۔وہ پرندے جو کبھی درخت کی ٹہنی کے پتوں کے پیچھے بیٹھ کر چھپا تے تھے اس کے ٹوٹ کر گرنے سے اب چلے گئے ہیں۔گویا وہاں کوئی رونق ہی نہیں رہی۔زمانے کے رسم و رواج اور دستور سے ناواقف انسان کو ٹوٹی ہوئی ٹہنی سے سبق سیکھنا چاہیے۔جب وہ شاخ درخت سے جڑی ہوئی تھی تو سرسبز و شاداب تھی۔پرندے بھی آ کر اس پر چہچہاتے تھے۔اب جب ٹوٹ کر نیچے آ پڑی ہے تو وہ پرندے نہیں آتے جو درخت پر بیٹھ کر میٹھی میٹھی بولیاں بولتے تھے۔مختصر یہ کہ انسان کو اپنی قوم یا جماعت سے علیحدہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس سے بھرپور تعلق جوڑ کر خوشحالی کی اُمید رکھنی چاہیے۔اس میں اس کی بہتری اور بھلائی ہے۔ورنہ ٹوٹی ہوئی ٹہنی کی طرح نقصان اٹھائے گا۔علامہ اقبالؒ نے اس نظم میں قرآن مجید کے اس ارشاد کا مفہوم واضح کیا ہے جس کا ترجمہ ہے:

"اور تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی (دین) کو مضبوطی سے تھامے رہو اور تفرقے میں نہ پڑو"

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1:

ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹوٹ
ممکن نہیں ہری ہو سحابِ بہار سے

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ڈالی	شاخ۔ٹہنی	فصل	موسم	خزاں	پت جھڑ
شجر	درخت	ہری	سبز	سحاب	بادل۔گھٹا
سحابِ بہار	موسم بہار کا بادل				

نثری ترتیب: فصل خزاں میں جو ڈالی شجر سے ٹوٹ گئی، ممکن نہیں وہ سحابِ بہار سے ہری ہو۔

تشریح: علامہ اقبال کے دل میں اپنی قوم کا گہرا درد موجود تھا۔آپ نے اپنی شاعری کے ذریعے آزادی کی شمع روشن کی۔مذکورہ شعر میں مسلمانوں کو متحد رہنے اور اپنے مذہب و قوم سے جڑے رہنے کا درس دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو شاخ موسم خزاں میں درخت سے ٹوٹ کر علیحدہ ہو جاتی ہے، ممکن نہیں کہ وہ موسم بہار اور برسات میں بھی سرسبز و شاداب ہو جائے۔مراد یہ کہ انسان کی قدر و منزلت قوم سے وابستہ رہنے میں ہی ہے۔اس لیے اتحاد و اتفاق میں ہی برکت ہے۔اپنوں کو چھوڑ کر غیروں کے ساتھ چلنے والے آدمی کی عزت گھٹ جاتی ہے۔اس شعر میں علامہ اقبالؒ نے اجتماعیت کے فلسفے پر روشنی ڈالی ہے۔اقبالؒ کی شاعری میں یہ پکار بار بار سنائی دیتی ہے۔یہ نظم درحقیقت برصغیر کے حالات کے تحت لکھی گئی ہے۔جب انگریز حکومت مسلمانوں کے حقوق غصب کر رہی تھی۔مسلمان زوال کا شکار تھے۔مسلمان اپنی جماعت کو چھوڑ کر انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی پر مجبور تھے۔ایسے میں علامہ اقبال نے مسلمانوں کو متحد رہنے کا درس دیا۔

علامہ اقبال ایک جگہ فرماتے ہیں۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں بیرونِ دریا کچھ نہیں

یعنی ایک فرد کی پہچان قوم سے ہے۔اگر وہ اپنی قوم کا ساتھ چھوڑ دے گا تو اُس کی حیثیت کچھ نہیں رہ جاتی۔

شعر نمبر 2:

ہے لازوال عہدِ خزاں اُس کے واسطے
کچھ واسطہ نہیں ہے اُسے برگ و بار سے

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
لازوال	کبھی نہ ختم ہونے والا	برگ	پتا	برگ وبار	پھل اور پتے
عہدِ خزاں	پت جھڑ کا موسم	واسطہ	تعلق	اُس کے واسطے	اُس کے لیے

نثری ترتیب: عہدِ خزاں اس کے واسطے لازوال ہے' اُسے برگ وبار سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔

تشریح: علامہ اقبال کی شاعری مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ مذکورہ شعر میں وہ مسلمانوں کو بُرے حالات میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ جڑے رہنے کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ درخت سے ٹوٹ کر علیحدہ ہونے والی ٹہنی کے لیے ہمیشہ موسمِ خزاں ہی رہتا ہے۔ اُس پر پھل پھول نہیں لگتے۔ گویا اس پر کبھی نہ ختم ہونے والا زوال طاری ہو جاتا ہے اور اس کے مقدر میں خزاں لکھ دی جاتی ہے۔ اس میں بڑھنے کی صلاحیت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ اس شعر کا لبِ لباب یعنی مرکزی خیال یہ ہے کہ اپنی ملت یا قوم سے علیحدہ ہونے والا آدمی ترقی نہیں کر سکتا۔ زوال اس کا مقدر بن جاتا ہے۔ لہٰذا ترقی و کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنی قوم و برادری سے تعلق رکھے۔ انفرادی زندگی بسر کرنے والے شخص کا تشخص ختم ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اسلام نے اجتماعیت پر زور دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

"تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں، اگر ایک عضو میں درد ہو تو پورا جسم درد محسوس کرتا ہے۔"

علامہ اقبال ایک اور شعر میں مسلمانوں کو اتحاد کا درس اس طرح دے رہے ہیں۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود ۔۔۔ یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

شعر نمبر 3:

ہے تیرے گلستاں میں بھی فصلِ خزاں کا دَور
خالی ہے جیبِ گل' زرِ کامل عیار سے

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
گلستاں	باغ۔ گلزار	دَور	زمانہ	جیب	کیسا۔ دامن
زر	سونا	زرِ کامل عیار	خالص سونا	جیبِ گل	پھولوں کا کیسہ جس میں زرِ گل ہوتا ہے

نثری ترتیب: تیرے گلستاں میں بھی فصلِ خزاں کا دور ہے۔ جیبِ گل زرِ کامل عیار سے خالی ہے۔

تشریح: علامہ اقبال ہمارے قومی و ملی شاعر ہیں۔ انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو جگانے اور متحد رکھنے کے لیے مذکورہ شعر لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ اپنوں سے کنارہ کشی کرنے والے زوال کا شکار ہوتے ہیں۔ اے مسلمانو! تم پر اس وقت خزاں کا موسم طاری ہے۔ تم میں ایسے بہادر اور وفادار لوگوں کی کمی ہے جو زندہ قوموں کے افراد میں ہوتی ہے یعنی ٹہنی سے علیحدہ ہونے والے پھول کا کیسا بھی زرِ گل سے خالی ہوتا ہے۔ اس میں وہ چمک دمک اور خوب صورتی نہیں ہوتی جو ٹہنی پر لگا ہونے کے وقت ہوتی ہے۔ وہ بھی آہستہ آہستہ مرجھانا شروع کر دیتا ہے۔ گویا اب زوال اس کا مقدر ہے یعنی مسلم امت بھی اس وقت انحطاط اور زبوں حالی کا شکار ہے۔ اب ایسے لوگ باقی نہیں رہے جو ایمان اور عمل کی دولت سے مالا مال تھے۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

اے مسلمانو! تم بے عملی کا شکار ہو اس وجہ سے تم زبوں حالی اور زوال کا شکار ہو۔ متحد ہو کر عملی طور پر اپنی آزادی کی جنگ لڑو ایک جگہ فرماتے ہیں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نوری ہے نہ ناری ہے

شعر نمبر 4:
جو نغمہ زن تھے خلوتِ اوراق میں طیور
رخصت ہوئے ترے شجرِ سایہ دار سے

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
نغمہ	گیت۔ترانہ	خلوت	تنہائی۔علیحدگی۔گوشہ نشینی	اوراق	ورق کی جمع۔کاغذ کے ٹکڑے
نغمہ زن	اچھا گانے والا	طیور	طیر کی جمع۔پرندے	شجر	درخت
رخصت ہوئے	چلے گئے	خلوتِ اوراق	پتوں کے پیچھے	شجر سایہ دار	وہ درخت جس کے نیچے چھاؤں ہو۔

نثری ترتیب: خلوتِ اوراق میں جو طیور نغمہ زن تھے (وہ) تیرے شجر سایہ دار سے رخصت ہوئے۔

تشریح: جب موسمِ خزاں میں ٹہنی درخت سے ٹوٹ کر گر گئی تو وہ پرندے جو کبھی گھنی چھاؤں والے درخت کی اس ٹہنی کے پتوں کے پیچھے بیٹھے چہچہا رہے تھے وہ بھی اُڑ گئے۔ اب وہاں ان کے چہچہانے کی آواز نہیں آتی۔ مراد یہ کہ اتفاق میں برکت اور نااتفاقی میں نقصان ہے۔ اسی طرح آدمیوں کے کسی جماعت یا قوم سے الگ ہو کر ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے سے نقصان ہوتا ہے۔ ایک ایک شاخ ٹوٹ کر گر جائے تو درخت نہیں رہتا۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کامیابی کا راز یک جہتی اور اتفاق و اتحاد ہی ہے۔ بقول علامہ اقبال:

گنوا دی ہم نے اسلاف سے جو میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

یعنی مسلمان اس وقت اپنے اسلاف کا سبق بھول چکے ہیں۔ علم و حکمت ہماری گم شدہ میراث ہے۔ علم حاصل کرو اور آپس میں اتفاق سے رہو۔

شعر نمبر 5:
شاخِ بُریدہ سے سبق اندوز ہو کہ تو
ناآشنا ہے قاعدۂ روزگار سے

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
شاخ	ٹہنی	سبق اندوز ہو	نصیحت پکڑ۔عبرت حاصل کر۔سبق سیکھ	قاعدہ	طریقہ۔دستور۔رَسم
شاخ بریدہ	کٹی ہوئی ٹہنی			روزگار	زمانہ۔نوکری
قاعدۂ روزگار	زمانے کے طور طریقے	ناآشنا	ناواقف		

نثری ترتیب: تو قاعدۂ روزگار سے ناآشنا ہے (اس لیے) شاخ بریدہ سے سبق اندوز ہو۔

تشریح: علامہ اقبال کہتے تھے کہ مسلمان اسلام کی وجہ سے ایک ملت ہیں ان کی قوت کا دار و مدار بھی اسلام ہے۔ انہوں نے اتحاد کے

حوالے سے ایک نصیحت مذکورہ شعر میں کی ہے۔ کہتے ہیں کہ اے انسان! تو دنیا کے قاعدے قانون دستور اور رسم و رواج سے ناواقف ہے۔ تو ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کے لیے درخت کی اس ٹہنی سے سبق سیکھ جو ٹوٹ کر نیچے گر گئی اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کا وجود ختم ہو گیا۔ اب اس پر بیٹھ کر چہچہانے والے پرندے بھی نہیں ہیں۔ تو بھی اپنی جماعت برادری یا قوم سے علیحدہ ہونے کی کوشش نہ کر ورنہ کٹی ہوئی شاخ کی طرح تو بھی نقصان اٹھائے گا۔ اے غافل مسلمان! تجھے اپنے اختلافات ختم کر کے اپنی ملت سے تعلقات استوار کرنے چاہییں۔ علامہ اقبال ایک جگہ فرماتے ہیں۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

شعر نمبر 6:

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے اُمید بہار رکھ

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ملت	قوم۔گروہ	رابطہ	تعلق۔واسطہ	استوار	مضبوط۔مستحکم
پیوستہ	ملا ہوا۔ایک جان	رَہ	رہو (رہنا کا فعل امر)	بہار	پھول کھلنے کا موسم۔رونق۔خوشی

نثری ترتیب: ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ (اور) شجر سے پیوستہ رہ (کر) اُمید بہار رکھ۔

تشریح: علامہ اقبال نے مسلمانوں کو مذہب اسلام کے ہر پہلو کو اپنانے اور رنگ و نسل کے بتوں کو توڑنے کا مشورہ دیا۔ مذکورہ شعر میں لکھتے ہیں۔ اے انسان! تو اپنی قوم گروہ فرقے یا جماعت سے علیحدہ ہونے کی کوشش نہ کر۔ تو اس سے تعلق رکھ۔ تیرا اپنی قوم سے تعلق جتنا مضبوط ہوگا اتنا تجھے ہی فائدہ ہوگا۔ اسی میں تیری بہتری ہے۔ اپنی جماعت قوم یا گروہ سے تعلق توڑنے میں تیرا نقصان ہے۔ تو اس ٹہنی کی طرح نہ بن جو درخت سے ٹوٹ کر نیچے گر گئی اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی بلکہ اس ٹہنی کی طرح ہو جا جو درخت سے جڑی رہتی ہے اور بہار و تازگی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ پرندے بھی اس پر آ کر چہچہاتے ہیں۔ لہٰذا تو بھرپور انداز میں اپنی قوم سے ملا رہ اسی کا ہو جا پھر دیکھ تجھے کتنی خوشیاں نصیب ہوتی ہیں۔ اس لیے کہ ملت بھی ایک درخت کی مانند ہے۔ اس سے تعلق جوڑ کر ہی یہ امید کی جاسکتی ہے کہ بہار آنے پر تم بھی اس سے فیض پاؤ گے۔

بتانِ رنگ و بو کو چھوڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

ایک جگہ علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ انگریزوں اور ہندوؤں کی تقلید نہ کرو مسلمانوں کی قوت مذہب سے مستحکم ہوتی ہے۔

اُن کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تیری

حل مشقی سوالات

۱۔ درج ذیل سوالوں کے جواب دیں۔

(الف) اقبالؒ نے ڈالی اور شجر سے کیا مراد لیا ہے؟

جواب: علامہ اقبالؒ نے ڈالی سے فرد اور شجر سے ملت یا قوم مراد لیا ہے۔

(ب) عہدِ خزاں کس کے واسطے لازوال ہے؟

جواب: عہدِ خزاں درخت سے ٹوٹ کر گرنے والی ٹہنی اور اپنی قوم سے علیحدہ ہونے والے شخص کے لیے لازوال ہے۔

(ج) کس کے گلستان میں فصلِ خزاں کا دور ہے؟

جواب: شعر کے مطابق مسلمان قوم کے گلستان میں فصلِ خزاں کا دور ہے کیونکہ آپس کے انتشار اور نااتفاقی کے باعث مسلمانوں نے اپنا وقار کھو دیا ہے اور کفار کے زیرِ اثر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

(د) جیبِ گل کس چیز سے خالی ہے؟

جواب: جیبِ گل زرِ کامل عیار سے خالی ہے یعنی پھولوں کی جیب خالص سونے سے خالی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمان اسلامی تعلیمات کو بھول چکے ہیں۔

(ہ) خلوتِ اوراق میں کون نغمہ زن تھے؟

جواب: خلوتِ اوراق میں طیور نغمہ زن تھے۔

(و) ہمیں کس چیز سے سبق اندوز ہونا چاہیے؟

جواب: ہمیں شاخِ بریدہ یعنی کٹی ہوئی شاخ سے سبق اندوز ہونا چاہیے جو درخت سے علیحدہ ہو کر دوبارہ کبھی سرسبز و شاداب نہیں ہو سکتی۔

(ز) اُمیدِ بہار کے لیے کس بات کی ضرورت ہے؟

جواب: اُمیدِ بہار کے لیے شجر سے پیوستہ رہنے کی ضرورت ہے یعنی ملتِ اسلامیہ کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان آپس میں اتحاد و اتفاق سے رہیں۔

۲۔ اس نظم کے قوافی کی نشان دہی کریں۔

جواب: اس نظم کے قوافی یہ ہیں: بہار۔ بار۔ عیار۔ سایہ دار۔ روزگار۔

۳۔ مندرجہ ذیل شعر کی نثر بنائیں۔

جو نغمہ زن تھے خلوتِ اوراق میں طیور
رخصت ہوئے ترے شجرِ سایہ دار سے

جواب: خلوتِ اوراق میں جو طیور نغمہ زن تھے (وہ) تیرے شجر سایہ دار سے رخصت ہوئے۔

۴۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
ڈالی	تعلق	شجر
فصلِ خزاں	طیور	سحابِ بہار

واسطہ	سحابِ بہار	تعلق
نغمہ زن	شجر	طیور
جیبِ گل	آشنا	زرِ کامل عیار
شاخِ بُریدہ	زرِ کامل عیار	سبق اندوز
نا آشنا	سبق اندوز	آشنا

۵۔ مندرجہ ذیل تراکیب اور مرکبات کے معنی بتائیں اور جملوں میں استعمال کریں۔
فصلِ خزاں، سحابِ بہار، عہدِ خزاں، برگ و بار، نغمہ زن، خلوتِ اوراق، شجر سایہ دار، شاخِ بریدہ، سبق اندوز، قاعدۂ روزگار، اُمیدِ بہار

جواب:

الفاظ و مرکبات	معانی	جملے
فصلِ خزاں	پت جھڑ کا موسم	فصلِ خزاں میں درختوں کی خوب صورتی ختم ہو جاتی ہے۔
سحابِ بہار	موسمِ بہار کا بادل	سحابِ بہار کے برسنے سے سبزہ دُھل کر چمکنے لگا۔
عہدِ خزاں	بے رونقی کا زمانہ	درخت سے ٹوٹ کر گرنے والی ٹہنی کے لیے ہمیشہ عہدِ خزاں ہوتا ہے۔
برگ و بار	پھل اور پتے	یہ درخت تو ایک سال سے بے برگ و بار ہے۔
نغمہ زن	گیت گانے والا	درخت کو آگ لگتے ہی تمام نغمہ زن پرندے اُڑ گئے۔
خلوتِ اوراق	پتوں کے پیچھے	خلوتِ اوراق میں بیٹھے پرندے چہچہا رہے تھے۔
شجر سایہ دار	وہ درخت جس کے نیچے چھاؤں ہو۔	آم پھل دینے کے علاوہ شجرِ سایہ دار بھی ہے۔
شاخِ بریدہ	کٹی ہوئی ٹہنی	شاخِ بریدہ جلد سوکھ جاتی ہے۔
سبق اندوز	سبق سیکھنے والا۔ نصیحت پکڑنے والا	وہ دوسروں کی تباہی سے سبق اندوز ہوا اور جلدی ترقی کر گیا۔
قاعدۂ روزگار	زمانے کے طور طریقے	یہ آدمی تو قاعدۂ روزگار سے بالکل ناواقف ہے۔
اُمیدِ بہار	خوشی یا سبزے کی اُمید	شجر سے پیوستہ رہ کر اُمیدِ بہار رکھنی چاہیے۔

۶۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیں۔ شجر، اوراق، طیور، نغمہ، سبق، ملت، رابطہ، فرد، اقوام

جواب:

واحد	جمع
شجر	اشجار
نغمہ	نغمات ۔ نغمے
سبق	اسباق
ملت	ملل
رابطہ	روابط
فرد	افراد

جمع	واحد
اوراق	ورق
طیور	طیر
اقوام	قوم

۷۔ درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔ خزاں، گل، لازوال، اتفاق، اُمید

جواب:

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
خزاں	بہار	اُمید	یاس	اتفاق	نفاق
گل	خار (کانٹا)	لازوال	فانی		

۸۔ مندرجہ ذیل الفاظ پر اعراب لگا کر ان کا تلفظ واضح کریں۔ فصل، سحاب، بریدہ، گلستان، سبق، روزگار، خلوت، اُمید

جواب: فَصل ۔ سَحَاب ۔ بُرِیْدَہ ۔ گُلِستَان ۔ سَبَق ۔ رُوْزگَار ۔ خَلوَت ۔ اُمّید

۹۔ مناسب لفظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔

(الف) ملت کے ساتھ رابطہ .... رکھ (ب) ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں .... سے ٹوٹ

(ج) ہے .... عہدِ خزاں اس کے واسطے (د) جو .... تھے خلوتِ اوراق میں طیور

(ہ) ممکن نہیں ہری ہو .... بہار سے

جوابات: (الف) استوار (ب) شجر (ج) لازوال (د) نغمہ زن (ہ) سحاب

۱۰۔ علامہ اقبالؒ نے کس طرح اس نظم میں فرد اور قوم کے تعلق کو واضح کیا ہے؟

جواب: علامہ اقبالؒ نے شاخ اور درخت کی مثال دے کر فرد اور قوم کے تعلق کو واضح کیا ہے۔ جس طرح ٹہنی درخت سے ٹوٹ کر ختم ہو جاتی ہے اسی طرح آدمی بھی اپنی قوم سے جدا ہو کر نقصان میں رہتا ہے۔

۱۱۔ فرد اور قوم کے تعلق اور اتحادِ ملت کے حوالے سے علامہ اقبالؒ کے مزید چند اشعار اپنی کاپی میں لکھیں۔

جواب:

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

☆☆☆

قوم گویا جسم ہے، افراد ہیں اعضائے قوم
منزلِ صنعت کے رہ پیما ہیں دست و پائے قوم

☆☆☆

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

۱۲۔ "فصلِ خزاں" اور "رابطۂ استوار" کو قواعد کی رُو سے مرکب اضافی کہا جاتا ہے۔ اس نظم سے مرکب اضافی کی مزید پانچ مثالیں تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھیں۔

جواب: مرکب اضافی کی مثالیں: سحابِ بہار، عہدِ خزاں، جیبِ گل، زرِ کامل عیار، قاعدۂ روزگار، خلوتِ اوراق، اُمیدِ بہار وغیرہ۔

سرگرمیاں

۱۔ ہر طالب علم سے علامہ اقبالؒ کی اس نظم کو چارٹ پر خوش خط لکھوائیں۔ پھر سب سے اچھے چارٹ کا انتخاب کریں اور اُسے جماعت کے کمرے میں آویزاں کریں۔

جواب: عملی کام

۲۔ ہر طالب علم باری باری اس نظم کو درست آہنگ اور بلند آواز سے پڑھے۔

جواب: عملی کام

۳۔ اتحاد و اتفاق کے موضوع پر کوئی اور نظم تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھیں۔

جواب: اتفاق اور اتحاد کے موضوع پر نظم:

ترانۂ ملی

چین و عرب ہمارا، ہندوستاں ہمارا
مُسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا
توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا
تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے، قومی نشاں ہمارا!!
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تُو امتحاں ہمارا
اے ارضِ پاک! تیری حرمت پہ کٹ مرے ہم
ہے خوں تری رگوں میں اب تک رواں ہمارا
سالارِ کارواں ہے میرِ حجاز ﷺ اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا
اقبالؔ کا ترانہ بانگِ درا ہے گویا
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

اشاراتِ تدریس

۱۔ اساتذہ طلبہ کو بتائیں کہ علامہ اقبالؒ ہمارے قومی شاعر ہیں۔ تصورِ پاکستان کے خالق ہونے کے ساتھ ساتھ انھوں نے قوم کو اتحاد و یگانگت کا درس دیا ہے۔

جواب: علامہ محمد اقبالؒ ۹ نومبر ۱۸۷۷ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ان کے آباؤ اجداد کا تعلق کشمیر سے تھا۔ والد شیخ نور محمد ایک نیک انسان تھے۔ والدہ بھی نہایت پرہیزگار خاتون تھیں۔ والدین کی تربیت کا ان کی شخصیت پر گہرا اثر پڑا۔

علامہ محمد اقبالؒ مصورِ پاکستان، مفکرِ ملت، حکیم الامت اور ہمارے قومی شاعر ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں اپنے خطبہ الٰہ آباد میں علامہ محمد اقبالؒ نے پہلی مرتبہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے ایک آزاد مملکت کا نظریہ پیش کیا۔ یہی نظریہ بعد میں آزادی کے مطالبے کی بنیاد بنا اسی نظریہ کی بنیاد پر آپ کو تصورِ پاکستان کا خالق کہا جاتا ہے۔

علامہ محمد اقبالؒ نے قوم کو اتحاد و یگانگت کا درس دیا۔ اپنے خطبات اور شاعری کے ذریعے غفلت میں سوئی ہوئی مسلمان قوم کو بیدار کیا۔ برصغیر کے مفلوک الحال مسلمانوں کے ذہنوں کو اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کے لیے جھنجھوڑا اور مسلمانوں کو حصولِ آزادی اور قیامِ پاکستان کے لیے تیار کیا۔ ان کی شاعری نے مسلمانوں میں زندگی کا ایک نیا ولولہ پیدا کیا۔ اسی ولولے اور بے پناہ جوش نے مسلمانوں کے اندر اس سوچ کو اُبھارا کہ وہ اپنا کھویا ہوا مقام پھر سے حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کریں۔ غلامی کی زنجیریں توڑ ڈالیں۔ اتحاد و یگانگت کے ساتھ اپنے مقصد کے حصول کے لیے جدوجہد کریں اور اپنی منزل کو حاصل کریں۔

۲۔ **طلبہ کو بتائیں کہ یہ نظم علامہ اقبالؒ کی ملی شاعری کی ایک بہترین مثال ہے۔**

جواب: علامہ اقبالؒ نے اپنی شاعری کے لیے مسلم اُمت کی اصلاح اور راہ نمائی کی۔ اپنی شاعری کے ذریعے انھوں نے مسلمانوں کو متحد ہونے کا درس دیا۔ شاملِ نصاب نظم ''پیوستہ رہ شجر سے، اُمیدِ بہار رکھ'' اُن کی ''ملی شاعری'' کی ایک عمدہ مثال ہے۔
اس نظم میں انھوں نے اُمتِ مسلمہ کو ایک ''شجر'' سے تشبیہ دی ہے گویا کہ شجر کو مسلمانوں کے اتحاد، اتفاق، یک جہتی اور اجتماعیت کی علامت کے طور پر استعمال کیا ہے۔
اس نظم میں علامہ محمد اقبالؒ نے تمام مسلمانوں کو پیغام دیا ہے کہ اپنی قوم، ملت اور تہذیب کے ساتھ اپنا تعلق استوار رکھیں۔ اس نظم کے ذریعے ہمیں ''اتحاد بین المسلمین'' کا درس ملتا ہے۔ مسلمانوں کے لیے اتحاد اور اتفاق کی اہمیت اُجاگر کی گئی ہے۔

۳۔ **طلبہ سے اس نظم کی بلند خوانی کراتے ہوئے انھیں اس نظم کے مفہوم اور مقصد سے آگاہ کریں۔**

جواب: **نظم کا مفہوم اور مقصد:** اس نظم کا مفہوم اور مقصد عالمِ اسلام کے مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور یکجہتی کی اہمیت کو اُجاگر کرنا ہے۔
علامہ محمد اقبالؒ نے اُمتِ مسلمہ کے ہر فرد کے قوم کے ساتھ باہمی تعلق کی اہمیت کو اُجاگر کیا ہے۔ قومی یک جہتی کی ترویج کے لیے ایک شجر کی مثال دے کر اُمتِ مسلمہ کو متفق اور متحد ہو کر اصل مقصد و کامیابی کی جانب گامزن رہنے کی تلقین کی ہے۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے، اُمیدِ بہار رکھ

۴۔ **فرد اور ملت کے باہمی تعلق کے بارے میں علامہ اقبالؒ کے مزید اشعار بتائے جائیں مثلاً**

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

جواب: عملی کام

معروضی سوالات

☆ **درست جواب کا انتخاب کریں۔**

-1 خلوتِ اوراق میں نغمہ زن تھے: (A) برگ و بار (B) شجر (C) طیور (D) پھول
-2 شاخِ بریدہ سے کیا مراد ہے؟ (A) ٹیڑھی شاخ (B) اُلٹی شاخ (C) لٹکی شاخ (D) کٹی شاخ
-3 نظم ''پیوستہ رہ شجر سے، اُمیدِ بہار رکھ'' کے شاعر ہیں۔ (A) غالب (B) میر تقی میر (C) علامہ محمد اقبالؒ (D) میر انیس
-4 علامہ اقبالؒ پیدا ہوئے۔ (A) لاہور (B) ملتان (C) بہاول پور (D) سیالکوٹ
-5 بانگِ درا کے شاعر ہیں۔ (A) علامہ محمد اقبالؒ (B) مصحفی (C) آتش (D) میر درد

6- علامہ محمد اقبالؒ پیدا ہوئے۔
(A) 1875ء میں (B) 1876ء میں (C) 1877ء میں (D) 1879ء میں

7- علامہ محمد اقبالؒ فوت ہوئے۔
(A) 1935ء میں (B) 1936ء میں (C) 1937ء میں (D) 1938ء میں

8- علامہ محمد اقبالؒ نے خطبہ الٰہ آباد جس سن میں دیا۔
(A) 1925ء میں (B) 1926ء میں (C) 1930ء میں (D) 1938ء میں

9- خزاں کا متضاد ہے۔
(A) بہار (B) اشجار (C) پت جھڑ (D) بادل

10- علامہ اقبال کی نظم "شجر سایہ دار" سے رخصت ہوئے:
(A) انسان (B) چرندے (C) طیور (D) درندے

11- علامہ اقبال نے شجر سے کیا مراد لیا ہے؟ (A) درخت (B) شاخ (C) ملت اسلامیہ (D) ملت اسلامیہ کا فرد

12- قوم کی جمع ہے۔
(A) قومیت (B) اقوام (C) قائم (D) قوام

13- اوراق کا واحد ہے۔
(A) ورقا (B) ورقے (C) ورق (D) ورقوں

14- لازوال کا متضاد ہے۔
(A) زوال (B) لاریب (C) لاثانی (D) لاحاصل

15- امید کا متضاد ہے۔
(A) خواہش (B) ناامیدی (C) حسرت (D) آرزو

جوابات: 1- طیور 2- کٹی شاخ 3- علامہ محمد اقبالؒ 4- سیالکوٹ 5- علامہ محمد اقبالؒ
6- 1877ء میں 7- 1938ء میں 8- 1930ء میں 9- بہار 10- طیور
11- ملت اسلامیہ 12- اقوام 13- ورق 14- زوال 15- ناامیدی

☆ مختصر جواب دیں۔

1- ٹیپ کا مصرع کسے کہتے ہیں؟

جواب: جب نظم کے ہر بند میں ایک ہی مصرع بار بار دھرایا جائے تو اُسے ٹیپ کا مصرع کہتے ہیں۔

2- "پیوستہ رہ شجر سے، امید بہار رکھ" اس نظم کے شاعر کا نام کیا ہے؟

جواب: اس نظم کے شاعر کا نام علامہ محمد اقبالؒ ہے۔

3- علامہ محمد اقبالؒ نے اس نظم میں کس بات کو اُجاگر کیا ہے؟

جواب: علامہ محمد اقبالؒ نے اس نظم میں اتحاد اور یک جہتی کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک فرد کے قوم کے ساتھ باہمی ربط اور تعلق کو بیان کیا ہے۔

4- نظم کے پہلے شعر میں کس بات کو بیان کیا گیا ہے؟

جواب: نظم کے پہلے شعر میں بتایا گیا ہے کہ انسان کی قدر و منزلت قوم کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہی ہے۔ جس طرح درخت کی ٹوٹی ہوئی ٹہنی بہار میں بھی ہری نہیں ہو سکتی اسی طرح اپنی قوم سے الگ رہ کر کوئی بھی فرد کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔

5- شاخِ بریدہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: شاخِ بریدہ کا مطلب ہے کٹی ہوئی ٹہنی۔ اس سے مراد ہے اپنے ملک و قوم سے الگ ہو جانا ہر انسان کے لیے نقصان کا باعث بنتا ہے۔ یعنی اتفاق میں برکت اور نا اتفاقی ہمیشہ نقصان کا باعث بنتی ہے۔